شہزادۂ توحید

مائل خیر آبادیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہزادۂ توحید

بہت دنوں کی بات ہے، ایک بادشاہ تھا۔ وہ بہت بڑا بادشاہ تھا۔ اس نے بہت سے بادشاہوں کو اپنا تابع دار بنالیا تھا۔ وہ بڑا مغرور اور گھمنڈی تھا۔ اپنے برابر کسی کو سمجھتا ہی نہ تھا۔ سمجھتا تھا کہ کوئی اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ پھر تو اس نے سب سے کہا کہ ''مجھے خدا مانو۔ جو مجھ کو خدا نہ مانے گا، اس کو قتل کرادوں گا۔ میں جو کچھ حکم دوں، وہ چاہے تمھاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے اُسے دل سے مانو۔''

جو لوگ ڈرپوک تھے انھوں نے اس کو خدا مان لیا۔ لیکن اسی بادشاہ کے لڑکے نے اس کو خدا نہ مانا۔ اس نے کہا'' خدا تو وہ ہے جس نے مجھ کو، آپ کو اور سب کو پیدا کیا ہے۔ جس کے بس میں زمین اور آسمان ہے اور جو کچھ ان میں ہے وہ بھی۔ جو نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، نہ سوتا ہے، نہ تھکتا ہے اور نہ اُسے نیند ستاتی ہے۔ موت اور زندگی اسی کے بس میں ہے اور وہ ہے اللہ۔ اللہ کے سوا کسی اور کے بس میں کچھ بھی نہیں، تو پھر اللہ کے سوا کوئی اور کیسے خدا ہو سکتا ہے؟''

لڑکے نے یہ کہا تو باپ یعنی وہ بادشاہ بہت ناراض ہوا پہلے تو اس نے سمجھایا لیکن لڑکے کی سمجھ میں نہ آیا کہ ایک انسان خدا کیسے ہوسکتا ہے۔ اور بھائی! سچی بات یہ ہے کہ یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے ہی نہیں۔ اچھا لڑکا نہ مانا تو بادشاہ نے ڈرایا، دھمکایا۔ اب بھی لڑکا نہ مانا تو قید کردیا۔ قید میں بھی لڑکا نہ مانا تو پھر بادشاہ نے اُسے اور زیادہ دکھ دینا شروع کیے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے مارو پیٹو۔ لڑکے پر مار پڑنے لگی۔ لڑکے نے اب بھی بادشاہ کو خدا نہ مانا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے جنگل میں چھوڑ آؤ۔ سپاہی اسے جنگل میں چھوڑ آئے۔

جنگل میں لڑکے کو پہلے تو بڑا ڈر لگا۔ پھر اس نے خدا کو یاد کیا۔ اس نے دعا کی کہ اے اللہ! تو ہی ہر مصیبت سے بچانے والا ہے۔ بادشاہ میری جان اور میرے ایمان کے پیچھے پڑا ہے۔ میری جان اور ایمان بچانے والا تو ہی ہے۔

دعا مانگنے کے بعد لڑکے کو بڑی تسلّی ہوئی۔ اب اس نے جنگل میں چاروں طرف دیکھا۔ طرح طرح کے جانور چھوٹی بڑی چڑیاں، زہریلے کیڑے مکوڑے دکھائی دیے۔ شیروں کی گرج بھی سنی۔ سانپوں کی پھنکار بھی سنی۔ وہ خدا پر بھروسا کر کے ان سے بچنے کی ترکیب سوچنے لگا۔ کچھ سوچ کر وہ ایک پیڑ پر چڑھ گیا۔ بھوک لگی تھی۔ اس پیڑ کے پھل کھائے اور پھر اسی پر بیٹھ گیا۔ جنگل کا تماشا دیکھنے لگا۔

اس نے دیکھا کہ ایک طرف سے ایک شیر لنگڑاتا ہوا آرہا ہے۔ وہ شیر اسی پیڑ کے نیچے آکر رک گیا۔ شیر نے لڑکے کی بو پائی تو نظر اٹھا کر دیکھا۔ گرجا، پھر اپنا ایک پیر اوپر اٹھایا لڑکے نے دیکھا کہ ایک بڑا سا کانٹا شیر کے تلوے کے آر پار ہو گیا ہے۔ اب لڑکا سوچنے لگا کہ کیا کرے۔ اس کے دل میں آیا کہ شیر کے پاؤں سے کانٹا نکال دینا چاہیے۔ وہ دھیرے دھیرے اترا۔ شیر کے پیر کا کانٹا نکال دیا اور چاہا کہ پھر پیڑ پر چڑھ جائے لیکن شیر نے لپک کر اسے منھ سے پکڑ لیا اور اپنی پیٹھ پر بٹھا لیا اور لے جا کر جنگل کے باہر چھوڑ دیا اور سامنے کھڑا ہو کر کتّے کی طرح دُم ہلانے لگا۔ لڑکا بہت خوش ہوا۔ اپنے شہر کی طرف چلا۔ شیر دیر تک کھڑا دیکھتا رہا، پھر جنگل میں چلا گیا۔

شہزادہ اپنے شہر کی طرف چلا۔ اب اسے اچھی طرح یقین ہو گیا کہ اللہ ہی مصیبت سے بچانے والا ہے۔ شہزادہ اپنے شہر میں پہنچا تو لوگوں سے صاف صاف کہنے لگا کہ میرا باپ جو اپنے کو خدا کہلواتا ہے وہ ہرگز خدا نہیں۔ خدا تو وہ ہے جس نے اس ساری زمین اور اس آسمان کو پیدا کیا اور جو کسی کا محتاج نہیں۔ جو نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے۔ میرا باپ تو ان سب باتوں کا محتاج ہے اور یہ کہ میرے باپ کے بس میں موت اور زندگی نہیں۔ دیکھو، میرے باپ نے مجھے جنگل میں ڈلوا دیا لیکن میرے خدا نے مجھے بچا لیا۔

شہر کے لوگوں نے شہزادے کی بات کان لگا کر سنی۔ یہ خبر بادشاہ کو ہوئی۔ اس نے حکم دیا

کہ شہزادے کو پکڑ لاؤ۔ سپاہی شہزادے کو پھر پکڑ لے گئے تو بادشاہ نے دوسرا حکم یہ دیا کہ شہزادے کو بھوکے شیر کے آگے ڈال دیا جائے۔

بادشاہ کا حکم سنتے ہی سپاہی شکاریوں کے ساتھ جنگل کی طرف گئے۔ جال لگا کر ایک شیر کو پکڑا۔ لوہے کے پنجرے میں بند کیا اور لے آئے۔

جب شیر آ گیا تو اسے ایک دن بھوکا رکھا گیا۔ پھر شہر کے لوگوں کو اکٹھا کیا گیا۔ سب کے سامنے میدان میں لوہے کی سلاخوں کا ایک گھر بنایا گیا۔ شہزادے کو اس میں ڈھکیل دیا گیا۔ اسی میں شیر کو چھوڑ دیا گیا۔ پہلے تو شیر بھوک کے مارے شہزادے کی طرف جھپٹا لیکن جب پاس پہنچا تو شہزادے کے آگے رُک گیا۔ شہزادے کو دیکھا۔ سونگھا۔ پھر پالتو کتے کی طرح دم ہلانے لگا۔ شہزادے نے بھی شیر کو دیکھا۔ اس نے پہچان لیا کہ یہ وہی شیر ہے، جس کے پاؤں سے اس نے کانٹا نکالا تھا۔ پہچان کر شہزادہ شیر کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ دیکھنے والے دنگ رہ گئے کہ شیر نے شہزادے کو کیوں نہ کھایا۔

شہزادے نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد اپنے باپ یعنی بادشاہ کی طرف دیکھا اور زور سے پکارا:

"ابا جان! دیکھیے، آپ کے حکم سے مجھے شیر کے سامنے ڈالا گیا۔ لیکن شیر نے مجھے کچھ بھی تو نقصان نہیں پہنچایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ موت اور زندگی اور فائدہ اور نقصان سب اللہ کے بس میں ہے۔ اگر آپ خدا ہوتے تو آپ کا حکم کیسے ٹلتا۔ ابا جان آپ خدا سے ڈریے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ کا غضب آپ پر ٹوٹ پڑے۔"

شہزادہ نے اس طرح پکار کر باپ سے کہا تو دوسرے لوگوں نے بھی سنا۔ لوگوں نے آپس میں کہا۔ "شہزادہ بالکل سچ کہتا ہے۔" لیکن شہزادہ کی سچی بات سن کر بادشاہ اور بھی آگ بگولا ہوا۔ اس نے لوگوں کو حکم دیا کہ سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو جائیں اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس ضدّی لڑکے کو لے جا کر دریا میں بہا دو۔ دریا میں اسے مچھلیاں کھا جائیں گی یا گھڑیال نگل جائے گا یا پھر ڈوب کر مر جائے گا۔

سپاہیوں نے شیر کو پھر کٹہرے میں بند کر دیا۔ شہزادے کو شیر سے الگ کیا اور اسے دریا کی طرف لے چلے۔ وہ اسے لیے ہوئے دریا کے کنارے پہنچے۔ شام کا وقت تھا۔ ابھی انھوں

نے شہزادے کو ڈالا نہیں تھا کہ پچھّم کی طرف سے بڑے زور کی آندھی اٹھی، دیکھتے دیکھتے آندھی ان کے سروں سے گزری، آدھ گھنٹہ تک شائیں شائیں چلتی رہی۔ ہوا کے جھونکوں کے ساتھ گرد اڑتی رہی۔ جب آندھی ختم ہوئی تو سپاہیوں نے شہزادے کو دریا میں پھینک دیا اور شہر کو واپس ہو گئے۔

شہزادے کو تیرنا آتا تھا۔ اس نے ہاتھ پاؤں مارے۔ لیکن دریا کی لہریں بڑے ہی زور کی تھیں۔ شہزادہ لہروں میں تیر نہ سکا اور بے بس ہو کر بہہ چلا۔ اس نے دل ہی دل میں خدا کو پکارا۔

''اے اللہ! موت اور زندگی کا مالک تو ہی ہے۔ میں تجھ سے ہی دعا کرتا ہوں۔ مجھے اس بڑے دریا سے بچا لے۔''

شہزادہ اس طرح دعا مانگتا ہوا بہتا جا رہا تھا۔ دریا کی لہریں کبھی اُسے غوطہ دیتیں، کبھی پانی کے اوپر لاتیں۔ اس طرح شہزادے کو بڑی تکلیف ہوتی۔ وہ بہت سا پانی بھی پی گیا تھا۔ قریب تھا کہ وہ بے دم ہو جائے۔ اچانک اس کو ایسا لگا جیسے وہ کسی چیز میں پھنس گیا ہو۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ دریا کے کنارے کا ایک بڑا سا درخت پانی میں گرا پڑا ہے۔ دریا کا پانی اس کی ٹہنیوں اور پتیوں کے بیچ سے ہو کر جا رہا ہے اور خود اسی درخت کی ٹہنیوں میں الجھ کر رہ گیا ہے۔ اب شہزادے نے بچنے کے لیے پھر ہمت کی۔ اس نے ایک بڑی ٹہنی کو پکڑ لیا۔ پھر اس کے سہارے درخت کی جڑ کی طرف چلا۔ موٹی موٹی ٹہنیوں کے سہارے وہ جڑ کے پاس پہنچ گیا۔ رات ہو چکی تھی۔ رات میں وہ اسی درخت کے تنے پر بیٹھا رہا اور اللہ کا شکر ادا کرتا رہا۔ صبح ہوئی تو پھر شہر کی طرف چلا۔ شہر کے لوگوں نے اسے پہچان لیا۔ پوچھا۔ ''تم کیسے بچے؟'' اس نے کہا کہ میرے خدا نے مجھے بچا لیا۔ اگر میرا باپ خدا ہوتا تو اب تک وہ مجھے مار چکا ہوتا۔ تم لوگوں کو چاہیے کہ بادشاہ کو خدا ماننے سے انکار کر دو۔

شہزادہ تو اس طرح لوگوں کو سمجھا رہا تھا ادھر سپاہیوں نے بادشاہ کو خبر کر دی کہ شہزادہ پھر زندہ اور سَلامت شہر میں گھومتا پھر رہا ہے اور آپ کے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہا ہے۔

یہ سُن کر بادشاہ نے حکم دیا'' پکڑ لاؤ۔ اب کی بار میں اسے ایسی ترکیب سے ماروں گا کہ وہ زندہ نہیں بچ سکتا۔'' یہ حکم پا کر سپاہی شہزادے کو پکڑنے چلے۔ انھوں نے شہزادے کو پکڑا اور باندھ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ شہزادے کو آگ میں جھونک دیا جائے، جلا دیا جائے۔ یہ حکم سنا تو

سارے درباری ڈر کے مارے کانپنے لگے۔ لیکن بڑا وزیر کچھ سوچ کر ہنس پڑا۔ بھرے دربار میں اس کا ہنسنا بادشاہ کو بہت برا لگا۔ ڈانٹا یہ کیا بدتمیزی ہے؟ میرے سامنے یہ بے ادبی؟ بتا تو کیوں ہنسا؟

بڑے وزیر نے کہا" اے بادشاہ! میں یہ سوچ کر ہنسا کہ آخر تو کیسا خدا ہے۔ تیرا حکم بار بار ٹل جاتا ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موت اور زندگی تیرے بس میں نہیں ہے تو دو بار شہزادے کی جان لینے کا ارادہ کر چکا لیکن شہزادہ بچ گیا۔

اے بادشاہ! میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ خدا تو سچ مچ وہ ہے، جس نے یہ دنیا پیدا کی اور جس کے حکم پر دنیا کی ہر چیز چل رہی ہے۔ وہی خدا شہزادے کی جان بچا رہا ہے۔ پھر میں یہ سوچ کر ہنسا کہ" شاید تو اس بار بھی شہزادے کی جان نہ لے سکے گا۔"

بڑے وزیر کی یہ بات سنی تو دربار کے کچھ لوگ مسکرا دیے لیکن بادشاہ کے ڈر سے انھوں نے اپنے منھ پر ہاتھ رکھ لیا اور دیکھنے لگے کہ اب بادشاہ بڑے وزیر کے لیے کیا حکم دیتا ہے۔ اِدھر بادشاہ بڑے وزیر کی بات سن کر غصّے کے مارے آپے سے باہر ہو گیا حکم دیا کہ:

" اچھا تو لے، تجھے بھی شہزادے کے ساتھ آگ میں جھونکا جائے گا۔ دیکھوں تو، تم دونوں کو کون بچا سکتا ہے؟ سپاہیو! جکڑ لو اسے بھی زنجیروں سے۔"

سپاہی بڑے وزیر کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھے اچانک ایک گرج دار آواز دربار میں گونجی۔" خبردار، اگر کسی نے وزیر صاحب کو ہاتھ لگایا۔"

سارے درباری دیکھنے لگے کہ یہ ڈانٹ بتانے والا کون ہے، دیکھا تو فوج کا ایک افسر" تیغ بہادر" تلوار سونتے کھڑا ہے اور اُس کی آنکھیں غصّے سے سرخ ہو رہی ہیں۔ افسر فوج کے تین ہزار سپاہیوں پر سردار تھا اور بڑے وزیر کا داماد تھا۔ بڑے وزیر کی باتیں سن کر اس کا بھی ایمان جاگا، اس نے بھرے دربار میں اعلان کر دیا" خدا تو وہ ہے جس نے یہ دنیا بنائی اور جس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور اے بادشاہ! تو ہماری ہی طرح ایک انسان ہے۔ بادشاہت پا کر گھمنڈ نہ کر، خدا بن کر نہ بیٹھ، تیرا بیٹا سچا ہے، جس نے" اللہ" کو اپنا خدا بنایا ہے۔"

تیغ بہادر کی ان باتوں سے دربار میں سنّاٹا چھا گیا۔ درباری یہ سوچ رہے تھے کہ دیکھیں اس کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے مگر بادشاہ تو بڑا گھمنڈی تھا۔ اس نے فوج کے بڑے افسر

(سپہ سالار) کی طرف دیکھا اور حکم دیا کہ ''اس نمک حرام کو بھی زنجیروں میں جکڑ لو اور اسے بھی دونوں کے ساتھ جلا دو۔''

سپہ سالار نے جھٹ فوج کے دو سو سپاہی بلا لیے۔ تیغ بہادر اکیلا ہی بھرے دربار میں لڑ کر جان دینے پر تل گیا تھا لیکن بڑے وزیر نے اسے سمجھایا کہ ''بیٹا! تم اکیلے فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اگر اللہ کو منظور ہے کہ ہم زندہ رہیں تو یہ بادشاہ ہمیں مار نہیں سکتا اور مجھے تو یقین سا ہو رہا ہے کہ اللہ ہمیں ضرور بچا لے گا۔ تم اس وقت صبر کرو۔ اللہ سے دعا کرو۔ وہ اپنے فرشتوں سے ہماری مدد کرے۔''

بڑے وزیر کی یہ نصیحت سنی تو تیغ بہادر نے سر جھکا لیا۔ تلوار میان میں کر لی۔ بڑے وزیر کے ساتھ اسے بھی پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔

یہ خبر شہر بھر میں پھیل گئی۔ بڑے وزیر کی بیٹی سنجیدہ خاتون نے بھی سنی۔ پہلے تو وہ گھبرا گئی۔ پھر کچھ سوچ کر کہنے لگی:

''سچی بات تو یہی ہے کہ خدا تو وہی ہے، جس کا حکم نہیں ٹلتا اور جس کے بس میں موت بھی ہے اور زندگی بھی۔''

یہ سوچا تو سنجیدہ خاتون کی گھبراہٹ دور ہو گئی۔ وہ سوچنے لگی کہ کوئی ایسا جتن کرنا چاہیے کہ شہزادہ پھر بچ جائے اور اس کے ساتھ میرا باپ اور شوہر بھی زندہ رہے۔ اگر اللہ اس بار ان سب کو موت سے بچا لے تو پھر یقین ہے کہ بہت سے لوگ بادشاہ کو خدا ماننے سے انکار کر دیں گے۔ بادشاہ کو پھر منھ کی کھانی پڑے گی۔ وزیر زادی سنجیدہ خاتون ان سب کو بچانے کی ترکیب بھی سوچتی جاتی اور اللہ سے دعا کرتی جاتی تھی۔

گھمنڈی بادشاہ نے تینوں کو ایک کوٹھری میں بند کروا دیا۔ کڑا پہرہ لگا دیا۔ حکم دے دیا کہ کوئی چڑیا بھی اڑ کر شہزادے، وزیر اور تیغ بہادر تک نہ جانے پائے۔ ان تینوں کے قید ہونے کی خبر شہر بھر میں ہو گئی۔ بڑے وزیر اور تیغ بہادر کو شہر کے لوگ بہت مانتے تھے۔ وہ سب بہت بگڑے اور چاہا کہ مل جل کر قید خانے پر دھاوا بول دیں۔ وزیر اور تیغ بہادر کو چھڑا لیں۔ تیغ بہادر تین ہزار فوجی سپاہیوں کا افسر تھا۔ ان سپاہیوں کو اپنے افسر کے قید ہو جانے کا بڑا رنج تھا۔ انھوں نے بھی چاہا کہ بغاوت کریں۔ بادشاہ کے خلاف ہو جائیں اور گڑبڑ شروع کر دیں۔ یہ خبر بڑے وزیر کی

بیٹی سنجیدہ خاتون کو ہوئی۔ اس نے شہر کے سمجھ دار لوگوں کو اپنے گھر بلایا۔ تیغ بہادر کے ماتحت افسروں کو بھی بلایا اور کہا "اگر آپ لوگ یہ چاہیں کہ بادشاہ سے لڑ کر میرے باپ اور شوہر کو چھڑا لیں تو یہ آپ نہیں کر سکتے۔ بادشاہ کے پاس فوج بہت ہے اس کا مقابلہ آپ نہیں کر سکتے۔ مفت میں اپنی جانیں دیں گے۔ میں نے شہزادے، وزیر اور تیغ بہادر کی جان بچانے کی ایک ترکیب سوچ لی ہے اگر آپ لوگ میرا ساتھ دیں تو امید ہے کہ تینوں کی جان بچ سکتی ہے۔"

لوگوں نے پوچھا "وہ کیا ترکیب ہے؟"

سنجیدہ خاتون نے بتایا کہ میں ابھی وہ ترکیب کسی کو نہیں بتاؤں گی۔ آپ مجھ پر بھروسا کریں مجھے پورا پورا یقین ہے کہ میں تینوں کو آگ میں جلنے سے بچا لوں گی۔ لوگوں نے کہا۔ "وزیر زادی صاحبہ اگر اس بار بھی شہزادہ بچ جائے اور بڑے وزیر اور تیغ بہادر بھی زندہ اور سلامت ہمارے پاس آ جائیں تو پھر سارا شہر اور بہت سے فوجی افسر بھی بادشاہ کو خدا ماننے سے انکار کر دیں گے اور شہزادے کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اب آپ ہمیں یہ بتائیں کہ ہم آپ کا ساتھ کس طرح دیں؟"

سنجیدہ خاتون نے کہا۔ "آپ لوگ ایک کام تو یہ کریں کہ لکڑ ہاروں کے مکھیا اور قبرستان کے چودھری کو میرے پاس بھیج دیں اور دوسرا کام یہ کریں کہ شہر میں جا کر ہر ایک سے کہنا شروع کر دیں کہ خدا کا حکم تو ٹلتا نہیں، لیکن بادشاہ کا حکم دو بار ٹل گیا۔ اس نے دو بار شہزادے کی جان لینا چاہی لیکن وہ بچ بچ گیا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ اس بار بھی شہزادہ بچ جائے گا لیکن یہ کام آپ چپکے چپکے کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ہڑ بونگ کر دیں اور بادشاہ آپ سے کھٹک جائے۔" لوگوں نے سنجیدہ خاتون کی بات بڑے دھیان سے سنی۔ سب جانتے تھے کہ سنجیدہ خاتون بڑے وزیر کی طرح سمجھ دار ہے اور اپنے شوہر تیغ بہادر کی طرح بہادر بھی ہے۔ کسی نہ کسی ترکیب سے سب کو چھڑا لے گی۔ سب نے وعدہ کیا کہ مکھیا اور چودھری کو آپ کے پاس بھیجیں گے اور یہاں سے جاتے ہی ایک ایک سے بار بار وہی کہنا شروع کر دیں گے جو آپ نے بتایا ہے۔ ویسے بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ نہ جانے کیسا خدا ہے۔ اس نے دو بار شہزادے کی جان لینا چاہی اور نہ لے سکا۔ بھلا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ خدا کا چاہا ہوا نہ ہو سکے۔

لوگ وزیر زادی کے گھر سے چلے گئے۔ کچھ لوگ لکڑ ہاروں کے مکھیا اور چودھری کے پاس گئے۔ ان سے کہا کہ تم کو بڑے وزیر کی بیٹی نے بلایا ہے۔ دونوں سنجیدہ خاتون کے پاس پہنچے۔ سنجیدہ خاتون نے دونوں سے الگ الگ ملاقات کی۔ بڑی دیر تک ان سے باتیں کیں۔ پھر ہزار ہزار اشرفیوں کی تھیلی ان کو دی۔ دونوں نے سنجیدہ خاتون سے وعدہ کیا کہ جیسا آپ نے کہا ہے ویسا ہی کریں گے۔

لکڑ ہاروں کا مکھیا اور قبرستان کا چودھری دونوں بڑے وزیر کی بیٹی سنجیدہ خاتون سے مل کر اپنے اپنے گھر گئے۔ شام کو مکھیا نے لکڑ ہاروں کو بلایا۔ بادشاہ کا حکم سنایا کہ دو دن کے اندر میدان میں لکڑیوں کے چٹے لگا دیئے جائیں۔ لکڑ ہاروں نے جواب دیا ''جیسا حکم ہو اور آپ جس طرح بتائیں اس طرح چٹے لگا دیئے جائیں۔''

مکھیا نے تمام لکڑ ہاروں کو پانچ پانچ روپیہ انعام دیا اور کہا کہ مزدوری بھی اچھی خاصی ملے گی۔ دوسرے دن سینکڑوں لکڑ ہارے جنگل سے لکڑیاں لانے لگے۔ مکھیا نے نشان بنا کر ایک کوٹھری کے برابر جگہ بتا دی اور کہا کہ اتنی جگہ چھوڑ کر اس کے آس پاس لکڑیاں ڈھیر کرنا شروع کر دو۔ لکڑ ہاروں نے ایسا ہی کیا۔ دو دن کے اندر لکڑ ہاروں نے جنگل کا جنگل کاٹ ڈالا اور میدان میں لکڑیوں کا ایک پہاڑ کھڑا کر دیا۔

شہر کے لوگ یہ سب دیکھنے جاتے تو آپس میں کہتے کہ اب کی بار شہزادہ موت کے منہ سے نہ بچ سکے گا اور اس کے ساتھ بڑا وزیر اور رسالدار تیغ بہادر بھی جلا دیا جائے گا۔ یہ سن کر کچھ لوگ کہتے کہ بھائی! کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ شہزادے کو دو بار کڑی سزا دی گئی پہلی بار شیر نے اسے نہیں کھایا، دوسری بار دریا میں ڈالا گیا تو بچ گیا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شہزادے کو بچا رہا ہے اور وہ بچانے والا ہی سچ مچ خدا ہے۔ یہ بادشاہ اپنے کو نہ جانے کیوں خدا کہتا ہے۔ ہم سب نے دیکھا کہ دو بار کوشش کر کے وہ شہزادے کو نہ مار سکا۔ بھائی ہمارا تو یہ خیال ہے کہ شہزادہ اس بار بھی بچ جائے گا اور بھائی! سچی بات یہ ہے کہ اگر اب کی بار شہزادہ بچ گیا تو ہم بھی بادشاہ کو خدا ماننے سے انکار کر دیں گے۔

دو دن تک شہر میں اسی طرح کی باتیں ہوتی رہیں۔ تیسرے دن بادشاہ نے شہر کے لوگوں کو حکم دیا کہ سب میدان میں اکٹھا ہوں اور شہزادے اور اس کے ساتھ بڑے وزیر اور

تیغ بہادر کو جلتے دیکھیں۔ سارا شہر دو پہر تک امنڈ آیا لیکن بڑے وزیر کی بیٹی سنجیدہ خاتون وہاں نہ تھی۔ وہ اپنے گھر پر بھی نہ تھی۔ کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں گئی۔ ٹھیک دو پہر کو بادشاہ نے حکم دیا کہ شہزادے کے ساتھ بڑے وزیر اور تیغ بہادر کو حاضر کرو۔ ان کو لکڑیوں کے اس پہاڑ پر ٹھیک بیچ میں بٹھا دو۔

یہ حکم سن کر جیل کے داروغہ نے سپاہیوں کو ساتھ لیا۔ تینوں کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے کہا۔ ''اے شہزادے اور اے میرے بڑے وزیر اور اے رسالدار تیغ بہادر! تم تینوں اپنی باتوں سے توبہ کرو۔ اب بھی مجھ کو خدا مان لو۔ میں تم کو چھوڑ دوں گا ورنہ دیکھ لو، یہ لکڑیوں کا پہاڑ، تم کو اس پر بٹھا کر آگ لگا دی جائے گی۔ تم تینوں اس طرح جل مرو گے کہ تمھاری راکھ بھی ڈھونڈے نہ ملے گی۔

تینوں نے کڑک کر جواب دیا۔ ''موت اور زندگی اس خدا کے ہاتھ میں ہے، جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ ہم تو اب بھی اپنے اسی خدا سے دعا کرتے ہیں ہمیں جو کچھ کہنا ہے اسی سے کہتے ہیں اگر اس کی مرضی یہی ہے کہ ہم جل مریں تو ہم اسی میں خوش ہیں لیکن ہمارا دل تو یہ کہتا ہے کہ ہمارا خدا ہماری مدد کرے گا اور وہ تیرے غرور کو مٹی میں ملا کر رہے گا۔

بادشاہ نے یہ سنا تو سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ سپاہیوں نے تینوں کو لکڑیوں کے پہاڑ پر لے جا کر ٹھیک بیچ میں بٹھا دیا اور چلے آئے۔ سپاہیوں کے واپس آتے ہی لکڑیوں کے ڈھیر میں چاروں طرف سے آگ لگا دی گئی۔ چاروں طرف سے لکڑیاں جلنے لگیں، شہر کے تمام لوگ یہ دیکھ کر سہم گئے اور کہنے لگے کہ اب یہ تینوں کیسے بچ سکتے ہیں۔

اب ان کی سنیے۔ یہ تینوں لکڑیوں پر بیٹھے اللہ سے دعا کر رہے تھے وہ کہہ رہے تھے:
''اے ہمارے سچے مالک! ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اور ہم سے راضی ہو جا، ہمیں یہ ہمت دے کہ ہم مرتے وقت تک مسلمان ہی رہیں۔ ہم اِس وقت بھی جب کوئی ہمارا سہارا نہیں تجھی سے مدد مانگتے رہیں اور تیرے فیصلے پر راضی رہیں۔''

دعا مانگ کر ان کو بڑی تسکین ہوئی۔ لکڑیاں دھڑ ادھڑ جل رہی تھیں۔ ان کے پاس کی لکڑیوں تک آگ آ پہنچی تھی کہ اچانک شہزادے نے دیکھا کہ لکڑیوں کے بیچ کوٹھری کے برابر جگہ ہے۔ اس نے بڑے وزیر اور تیغ بہادر سے کہا اب تینوں اس جگہ کو دیکھنے لگے۔ آگ بالکل ان

کے پاس آ پہنچی تھی۔ آگ کی لپٹیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور ہوا بڑی تیز ہو گئی تھی۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اندر سے وہ جگہ پھٹ گئی۔ اس میں سے کئی آدمی کدال اور پھاوڑا لیے نکلے، ان کے ساتھ بڑے وزیر کی لڑکی سنجیدہ خاتون بھی تھی۔

سنجیدہ خاتون نے اب دیر نہیں کی۔ پکاری۔ ''اے اللہ کے بندو! گھبرانا نہیں۔ اللہ نے تمھاری سن لی۔ تم جھٹ وہاں سے کود پڑو اور ہمارے پیچھے پیچھے یہاں سے نکل بھاگو۔'' یہ کہہ کر سنجیدہ خاتون اور اس کے ساتھ کے آدمی پھر زمین کے اندر چلے گئے۔

سنجیدہ خاتون کے کہنے پر تینوں کود پڑے۔ دیکھا تو اندر سرنگ ہے۔ تینوں سرنگ میں گھس گئے اور بھاگے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سرنگ سے باہر نکل گئے۔ باہر پہنچے تو وہاں قبرستان کا چودھری اور بہت سے لوگ کدالیں اور پھاوڑے لیے کھڑے تھے۔ انھوں نے بڑھ کر سلام کیا اور کہا جلد یہاں سے بھاگیے اور جنگل میں گھس جائیے۔ ہم سب کل آپ کے پاس آئیں گے اور پھر جو خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا۔

تینوں سمجھ گئے کہ سنجیدہ خاتون اور چودھری کی کوشش سے یہ سرنگ بنائی گئی اور اس طرح اللہ نے ان کو بچا لیا۔

سنجیدہ خاتون نے اپنے ساتھ کھانا بھی لے گئی تھی وہ اس نے ان کو دیا اور جنگل کی طرف رخصت کر دیا اور سرنگ کو مٹی سے بھروا دیا اس کے بعد سنجیدہ خاتون چودھری اور دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر اپنے گھر آئی اور سب کو بہت انعام دیا۔

بادشاہ کو بڑا اطمینان تھا کہ اس نے شہزادے کو آگ میں جلا دیا اور شہزادے کے ساتھ بڑا وزیر، رسالدار تیغ بہادر بھی جل مرا۔ لیکن دوسرے ہی دن جگہ جگہ لوگ باتیں کر رہے تھے کہ شہزادہ، بڑا وزیر اور تیغ بہادر تینوں بچ گئے۔ وہ تینوں جنگل میں ہیں اور بڑے آرام سے ہیں۔ کہیں کہیں یہ باتیں ہو بھی رہی تھیں کہ بہت سے لوگ جنگل میں تینوں کو دیکھ بھی آئے ہیں ان سے باتیں کی ہیں ایک جگہ ایک آدمی نے بتایا کہ فوج میں بھی کھل بلی مچی ہے۔ فوج کے آدمیوں نے بھی سنا ہے کہ تینوں زندہ ہیں۔ بہت سے فوجی یہ سن کر جنگل میں چلے گئے اور وہ سب شہزادے کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔

شہر میں جگہ جگہ یہ باتیں ہوئیں تو لوگوں کے کان کھڑے ہوئے سچ مچ اگر اب کی بار

شہزادہ بچ گیا تو بڑے تعجب کی بات ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ تینوں بچ کیسے گئے۔ اتنی بڑی اور بھیانک آگ سے کوئی کیسے بچ سکتا ہے اور بھئی اگر وہ زندہ ہے تو پھر اب ماننا چاہیے کہ یہ بادشاہ جھوٹا ہے یہ خدا نہیں اور نہ اس کے بس میں موت ہے اور نہ زندگی۔ موت اور زندگی کا مالک وہی اللہ ہے۔

اسی طرح کی باتیں شہر میں اڑیں تو بہت سے لوگ جنگل کی طرف چلے کہ دیکھیں یہ باتیں ٹھیک ہیں یا غلط۔ جا کر دیکھا تو شہزادہ، بڑا وزیر اور تیغ بہادر زندہ تھے اور بہت سے سپاہی ان کے ساتھ موجود تھے۔ یہ دیکھ کر لوگ واپس آئے اور ان لوگوں نے گھر گھر یہ بات پہنچا دی اور اب بچہ بچہ یہ کہہ رہا تھا کہ یہ بادشاہ جھوٹا ہے۔ یہ خدا نہیں، خدا تو وہ ہے، جس کے ہاتھ میں موت اور زندگی ہے اور جس نے اس دنیا کو بنایا ہے اور جو سب کو روزی دیتا ہے۔

اب لوگ سوچنے لگے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ بادشاہ بھی تو یہ سب سنے گا۔ بادشاہ شہزادے کو زندہ تو چھوڑ نہیں سکتا لیکن اب کی بار اگر شہزادے کو پکڑا تو پھر ہم سب بادشاہ سے ہی لڑ پڑیں گے۔ شہر والے اس طرح سوچ رہے تھے۔ اب بادشاہ کا حال سنیے۔ وہ دربار میں تھا۔ کہہ رہا تھا کہ جو مجھ کو خدا نہ مانے گا اس کو اسی طرح جلا دوں گا، جیسے شہزادے کو، بڑے وزیر کو اور تیغ بہادر کو جلا دیا۔

بادشاہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک سپاہی نے ایک خط اس کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے منشی کی طرف اشارہ کیا کہ خط پڑھے، منشی نے خط پڑھنا شروع کیا۔ خط میں لکھا تھا۔

''ہم یہ خط اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ یہ خط اللہ کے بندوں کی طرف سے ہے اور اس جھوٹے بادشاہ کے نام ہے جو اپنے آپ کو خدا کہلواتا ہے۔ اے بادشاہ! سن رکھ، ہم میں سے ایک تیرا بیٹا ہے، جس نے تجھے خدا نہ مانا اور جسے تو نے تین بار موت کے گھاٹ اتارنا چاہا لیکن خدا نے اسے بچا لیا اور دوسرا تیرا بڑا وزیر ہے اور تیسرا تیری فوج کا رسالدار تیغ بہادر ہے۔ اللہ کے فضل سے ہم تینوں زندہ ہیں اور ہمارے آس پاس تیری فوج کے سپاہی اور شہر کے لوگ اکٹھا ہو رہے ہیں اور سب ہمارا ساتھ دینے پر تیار ہیں۔

یہ خط ہم تیرے نام اس لیے لکھ رہے ہیں کہ اگر تو اب بھی سمجھ جائے اور توبہ کر لے اور اللہ کا بندہ بن کر رہے تو ہم تیرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں اور اگر تو اب بھی گھمنڈ کرے گا، اپنے

کو خدا کہلوائے گا تو پھر تجھ پر جلد ہی خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ تیرے دربار میں ہمارا اسلام ہر اس شخص کو پہنچے، جس نے خدا کے دین کا راستہ پالیا اور جو خدا کو اپنا مالک اور بادشاہ مانتا ہے۔"

منشی خط پڑھ کر چپ ہو گیا تو بادشاہ غصّے کے مارے کانپنے لگا۔ وہ گرجا۔ "غلط ہے۔ اس آگ سے وہ بچ ہی نہیں سکتے۔ یہ خط بناوٹی اور جعلی ہے۔ جاؤ اس آدمی کو پکڑ لاؤ جو یہ خط دے گیا ہے۔

یہ حکم سن کر سپاہی تو اس آدمی کو پکڑنے گیا۔ بادشاہ نے خط ایک وزیر کو دے دیا۔ اس وزیر نے خط کے نیچے شہزادے کے دستخط دیکھے۔ تیغ بہادر کے دستخط دیکھے، وہ پہچان گیا۔ دستخط پہچان کر وہ مسکرایا۔ اس کا مسکرانا بادشاہ کو برا لگا۔ بادشاہ نے اُسے ڈانٹا یہ کیا بدتمیزی کی بات ہے کہ تو مسکراتا ہے۔ ایسے ہی موقعے پر بڑا وزیر مسکرایا تھا تو میں نے اسے جلا دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تیری بھی موت قریب ہے۔

یہ سن کر چھوٹا وزیر ہنسنے لگا۔ ہنس کر بولا "اے بادشاہ! میں نے پہچانا۔ خط میں تینوں کے دستخط ہیں۔ وہ تینوں سچ مچ زندہ ہیں اور تو جھوٹا بادشاہ ہے۔ موت اور زندگی تیرے بس میں نہیں اور تو کیسا بادشاہ ہے کہ تجھے یہ بھی خبر نہیں کہ تیرے شہر میں کیا ہو رہا ہے۔ میں کل شام ہی سے یہی باتیں سن رہا ہوں، تیری فوج کے دس ہزار سپاہی رات کو جنگل کی طرف نکل گئے اور بہت سے اب بھی جا رہے ہیں تو اب اپنی خیر منا۔

یہ کہہ کر چھوٹا وزیر چپ رہا۔ بادشاہ کو اور بھی برا لگا۔ اس نے حکم دیا کہ "چھوٹے وزیر کو قید کر لو اور یہیں میرے سامنے قتل کر دو۔" یہ حکم سن کر جلّاد آگے بڑھا۔ لیکن جیسے ہی اس نے چھوٹے وزیر کا ہاتھ پکڑا کہ ایک تلوار جلّاد کی گردن پر پڑی اور جلّاد کا سر کٹ کر دور جا گرا۔ یہ دیکھ کر دربار میں سناٹا چھا گیا۔ لوگ اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ فوج کا ایک افسر تلوار سونتے کھڑا تھا اس کی تلوار سے جلّاد کے بدن کا خون بہہ رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا۔ "خبردار! اگر کسی نے چھوٹے وزیر کی طرف بری نگاہ سے دیکھا۔ میری سمجھ میں اچھی طرح یہ بات آ گئی ہے کہ بادشاہ جھوٹا ہے اور شہزادہ جنگل میں زندہ ہے۔

یہ حال دیکھ کر بادشاہ نے تلوار نکال لی۔ اس کا تلوار نکالنا تھا کہ دربار کے اور بہت سے لوگوں نے تلواریں کھینچ لیں اور چھوٹے وزیر اور افسر کی طرف جھپٹے لیکن دربار میں کچھ ایسے بھی تھے،

جن کی سمجھ میں بات آ گئی تھی۔ یہ لوگ چھوٹے وزیر کی طرف سے لڑنے کو تیار ہو گئے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے فوج کو بلانے کا حکم دیا لیکن بہت کم فوج بادشاہ کی مدد کو آئی۔ سپہ سالار نے آ کر کہا کہ حضور! آدھی سے زیادہ فوج جنگل کی طرف جا چکی ہے اور اپنے ساتھ لڑائی کا سامان بھی لے جا چکی ہے۔ اب آپ جو حکم دیں۔

یہ سن کر بادشاہ گھبرایا۔ سپہ سالار کو حکم دیا کہ چھوٹے وزیر اور اس کے طرف داروں کو گھیرے اور انھیں قید یا قتل کر دے۔

یہ حکم دے کر بادشاہ محل میں چلا گیا اور یہاں دربار میں فوج اور چھوٹے وزیر کے طرف داروں میں تلواریں چلنے لگیں۔

یہ خبر شہر والوں کو ہوئی۔ شہر والوں میں سے بہت سے لوگ آ کر چھوٹے وزیر کی طرف سے لڑنے لگے دو تین گھنٹے تک تلواریں چلتی رہیں۔ تیسرے پہر کیا دیکھتے ہیں کہ جنگل کی طرف سے شہزادہ، بڑا وزیر اور تیغ بہادر گھوڑوں پر سوار چلے آ رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں۔ پیچھے بہت سی فوج ہے اور شہر کے ہزاروں آدمی بھی ساتھ ہیں اور ان سب سے آگے بڑے وزیر کی بیٹی سنجیدہ خاتون ہے۔ سنجیدہ خاتون بلند آواز سے کہہ رہی ہے۔

"صاحبو! خدا تو وہ ہے، جس نے سب کو پیدا کیا۔ جو سب کو روزی دیتا ہے، جس کے ہاتھ میں موت بھی ہے اور زندگی بھی۔ لوگو! تمھارا بادشاہ جھوٹا ہے اس نے تین بار شہزادے کو مارنا چاہا لیکن اللہ نے شہزادے کو بچا لیا۔ یہ دیکھو ہمارے ساتھ شہزادہ موجود ہے۔"

سنجیدہ خاتون کی باتیں سنیں اور شہزادے کو زندہ و سلامت دیکھا تو شہر کے لوگ اُدھر بڑھے، انھوں نے شہزادے کو سلام کیا۔ شہزادہ، بڑے وزیر اور فوج کے ساتھ آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ وہ اسی طرح نہایت جلد دربار تک پہنچا وہاں جنگ ہو رہی تھی۔ لڑائی دیکھ کر شہزادے نے پکارا:

"میں ہوں اللہ کا وہ بندہ، جسے تمھارے بادشاہ نے تین بار موت کی سزا دی۔ لیکن میرے اللہ نے مجھے بچا لیا کیا اب بھی تم نہیں سمجھے کہ تمھارا بادشاہ جھوٹا ہے۔"

شہزادے کی یہ پکار سنی تو دونوں طرف کے لڑنے والوں نے اس کی طرف دیکھا۔ سب کے سب ہکا بکا کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ سپہ سالار شہزادے کو دیکھ کر مسکرایا اس نے فوج کو حکم

دیا کہ شہزادے کو سلامی دے۔ ساری فوج نے سلامی دی۔ اس کے بعد سب نے مل کر محل کو گھیر لیا۔

اس کے بعد شہزادہ، بڑا وزیر، چھوٹا وزیر، سپہ سالار، رسالدار، تیغ بہادر اور فوج کے کچھ بڑے بڑے افسر محل میں داخل ہوئے۔ محل کے سپاہیوں نے روکا تو ان کو پکڑ لیا گیا پھر سب بادشاہ کے پاس پہنچے وہ ان سب کو آتے دیکھ کر گھبرا گیا۔ چاہا کہ بھاگے لیکن سب نے اسے گھیر کر پکڑ لیا۔ بڑے وزیر نے بڑھ کر سمجھایا کہ اے بادشاہ! کیا تیری سمجھ میں اب بھی نہیں آیا کہ خدا تو وہ ہے، جس نے سب کو پیدا کیا اور موت اور زندگی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ تو تو ہم سب کی طرح ایک بندہ ہی ہے۔ تجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ تیرے خلاف شہر میں کیا ہو رہا ہے؟ خدا تو وہی ہو سکتا ہے، جس کو ڈھکا چھپا سب معلوم ہے۔

"اے بادشاہ! سن اگر تو اب بھی توبہ کر لے تو ہم سب تجھ کو اپنا بڑا ماننے کو تیار ہیں اور اگر تو نہ مانا تو اب تجھے قتل کر دیا جائے گا۔"

بڑے وزیر کی یہ باتیں سنیں اور اپنے کو دوسروں کے ہاتھوں میں قید دیکھا تو اب بادشاہ کے ہوش ٹھکانے ہوئے اس نے سر جھکا لیا پھر کچھ دیر کے بعد کہنے لگا۔ سچ مچ یہ میری بھول تھی اب میں توبہ کرتا ہوں اور مانتا ہوں کہ خدا تو وہ ہے، جس نے ہم سب کو پیدا کیا ہے، جو ہم سب کو روزی دیتا ہے اور جس کے ہاتھ میں موت بھی ہے اور زندگی بھی۔ میں سب کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ میں بھی اس کا ایک بندہ ہوں اور اب میں اسی کے حکموں پر چلوں گا۔ اور اے صاحبو! سن لو اب مجھے بادشاہ ہونے کی ہوس نہیں ہے اب میں اپنی باقی زندگی خدا کی یاد میں بسر کروں گا۔"

یہ کہہ کر بادشاہ چپ ہو گیا۔ اب شہزادہ آگے بڑھا، باپ سے لپٹ کر رونے لگا۔ بادشاہ نے اسے گلے لگا لیا اور وہ بھی رونے لگا۔ اس کے بعد بڑا وزیر آگے بڑھا۔ بادشاہ نے اسے بھی گلے لگا لیا اور وہ بھی رونے لگا، اس کے بعد رسالدار تیغ بہادر آگے بڑھا۔ بادشاہ نے اسے بھی گلے لگا لیا اور پھر ایک ایک سے ملا اور سب لوگوں کو جمع کر کے اسی وقت شہزادے کو بادشاہ بنایا۔ اپنے سر کا تاج اتار کر شہزادے کے سر پر رکھا اور خود محل میں جا کر اللہ کی عبادت میں لگ گیا۔